www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مولانا محمد خالد سیف (اثری)

قسط نمبر ۲

امام ابن الصلاحؒ اور انکی کتاب "علوم الحدیث"

"علوم الحدیث" پر ایک ناقدانہ نظر

اگرچہ امام ابن الصلاحؒ کو تفسیر، حدیث، فقہ، اصول اور لغت وغیرہ مختلف علوم وفنون میں یدِطولےٰ حاصل ہے اور خصوصاً اصولِ حدیث میں تو آپ امامت واجتہاد کے بلند درجہ پر فائز ہیں اور آپ کی اس شہرۂ آفاق تصنیف کو اس فن میں ایک ممتاز مقام حاصل ہے لیکن بفحوائے "لکل جواد کبوۃ ولکل صارم نبوۃ ولکل عالم ھفوۃ" جلیل القدر امام ابن الصلاحؒ سے بھی کچھ فروگزاشتیں ہوئی ہیں جن میں سے چند ایک کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ چنانچہ آپ النوع الاول کے فوائدمہمہ میں سے دوسرا فائدہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

اذا وجدنا فیما یروی من اجزاء الحدیث وغیرھا حدیثا صحیح الاسناد ولم نجدہ فی احد الصحیحین ولا منصوصا علی صحتہ فی شیء من مصنفات ائمۃ الحدیث المعتمدۃ المشھورۃ فانا لا نتجاسر علی جزم الحکم بصحتہ فقد تعذر فی ھذہ الاعصار الاستقلال بادراک الصحیح بمجرد اعتبار الاسانید الخ[1]

یعنی آپ کے نزدیک متاخرین کے لیے کسی حدیث کی تصحیح جائز نہیں اور اس سلسلہ میں صرف

[1] علوم الحدیث ص ۱۳

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

متقدمین پر ہی انحصار کرنا چاہیئے لیکن علماءِ کرام نے آپ کی اس رائے سے اختلاف کیا ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام حافظ ابن حجرؒ اس پر نقد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ثم ما اقتضاه كلام ابن الصلاح من قبول التصحيح من المتقدمين ورده من المتاخرين قد يستلزم رد ما هو صحيح وقبول ما ليس بصحيح فكم من حديث حكم بصحته امام متقدم اطلع المتاخر فيه على علة قادحة تمنع من الحكم بصحته ولا سيما ان كان ذلك المتقدم ممن لا يرى التفرقة بين الصحيح والحسن كابن خزيمة وابن حبان [1]"

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

"والاظهر عندي جوازه لمن تمكن وقويت معرفته"

علامہ عراقیؒ امام نوویؒ کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وما رجحه النووي هو الذي عليه عمل اهل الحديث فقد صحح جماعة من المتأخرين احاديث لم نجد لمن تقدمهم فيها تصحيحا [2]"

اور علامہ ابن جماعۃ فرماتے ہیں:

"قلت مع غلبة الظن انه لو صح لما اهمله ائمة الاعصار المتقدمة لشدة فحصهم واجتهادهم فان بلغ واحد في هذه الاعصار اهلية ذلك والتمكن من معرفته احتمل استقلاله [3]"

چنانچہ حافظ ابن الصلاح کے معاصرین نے ہی کئی ایسی احادیث کی تصحیح کی ہے جن کی متقدمین سے صحت ثابت نہیں تھی اور آپ سے متاخر ائمہ نے بھی کئی ایک احادیث پر صحت کا حکم لگایا ہے مثلاً آپ کے معاصر علماء میں سے صاحب "الوہم والایہام" حافظ ابوالحسن بن قطانؒ نے حضرت ابن عمرؓ کی درج ذیل روایت پر صحت کا حکم لگایا ہے:

[1] تدریب الراوی ۸۲ [2] ایضاً ص ۶۹ [3]

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"انہ یتوضأ و نعلاہ فی رجلیہ ویقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعل ذلک" [1]

اسی طرح انہوں نے حضرت انسؓ کی درج ذیل روایت پر صحت کا حکم لگایا ہے جسے قاسم بن اصبغ نے روایت کیا ہے:

"کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینتظرون الصلاۃ فیضعون جنوبہم فمنہم من ینام ثم یقوم الی الصلوٰۃ"

اسی طرح حافظ ضیاء الدین المقدسی صاحب "المختارۃ" نے اپنی اس کتاب میں کئی ایسی احادیث کی تصحیح کی ہے جن کی صحت ائمہ متقدمین سے منقول نہیں تھی۔ حافظ منذریؒ نے حدیث ابی ہریرۃ فی غفران "ما تقدم من ذنبہ وما تأخر" کی تصحیح کی ہے۔ حافظ دمیاطیؒ حدیثِ جابرؓ "ماء زمزم لما شرب لہ" کی تصحیح کی ہے اور شیخ تقی الدین السبکیؒ نے اپنی کتاب "شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام" میں حدیث ابن عمرؓ "من زار قبری وجبت لہ شفاعتی" پر صحت کا حکم لگاتے ہیں۔ مختصر یہ کہ حافظ ابن الصلاحؒ کا متاخر علماء کو اس منصبِ جلیلہ سے محروم ومعزول کر دینا درست نہیں بلکہ صحیح یہی ہے کہ ہر عالم کو خواہ متقدم ہو یا متاخر اس کا حق پہنچتا ہے بشرطیکہ وہ اہلیت رکھتا ہو۔ تفصیل کے لئے فتح المغیث للعراقیؒ، فتح المغیث للسخاویؒ اور تدریب الراوی للسیوطیؒ ملاحظہ فرمائیے۔

اسی طرح حافظ ابن الصلاحؒ، امام حاکم اور ان کی مستدرک کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وھو واسع الخطو فی شرط الصحیح متساھل فی القضاء بہ فالاولیٰ ان نتوسط فی امرہ فنقول ما حکم بصحتہ ولم نجد ذلک فیہ لغیرہ من الائمۃ ان لم یکن من قبیل الصحیح فھو من قبیل الحسن یحتج بہ ویعمل بہ الا ان تظھر فیہ علۃ توجب ضعفہ" [2]

امام ابن الصلاح کے اس قول پر بھی تعاقب کیا گیا ہے۔ قاضی بدر بن جماعۃؒ اپنی کتاب "مختصر" میں فرماتے ہیں کہ:

---

[1] رواہ البزار [2] علوم الحدیث ص۱۸

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"الصواب ان یتتبع و یحکم علیه بما یلیق من الحسن او الصحة او الضعف"

یعنی یہ ضروری نہیں کہ امام حاکم نے جس حدیث پر صحت کا حکم لگایا ہو اور اس کے متعلق کسی دوسرے امام کی تصریح موجود نہ ہو تو وہ اگر صحیح نہیں تو لامحالہ حسن ہوگی بلکہ تتبع کیا جائے گا اور اس کے حسب حال صحت حسن یا ضعف کا حکم لگایا جائے گا۔ قاضی ابن جماعۃ کے اس تعاقب کو علامہ سخاویؒ و انصاریؒ نے بھی ذکر فرمایا ہے اور علامہ عراقی نے "النکت" میں اسے ذکر کر کے صحیح قرار دیا ہے [1]

اور اس مذکورہ عبارت کے متصل ہی حافظ ابن الصلاحؒ فرماتے ہیں :۔

"ویقارب به فی حکمه صحیح ابی حاتم بن حبان البستیؒ" [2]

لیکن آپ کا صحیح ابن حبان کو مستدرک حاکم کے ہم پلہ قرار دینا بھی صحیح نہیں کیونکہ امام ابن حبانؒ کا حدیث میں امام حاکم کی نسبت مقام بلند ہے۔ چنانچہ علامہ عراقی، امام حازمیؒ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"ابن حبان امکن فی الحدیث من الحاکم" [3]

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں :۔

"قیل ما ذکر من تساهل ابن حبان لیس بصحیح غایته ان یسمی الحسن صحیحا فان کانت نسبته الی التساهل باعتبار وجدان الحسن فی کتابه فهی مشاحة فی الاصطلاح" [4]

اسی طرح حافظ ابن الصلاحؒ فرماتے ہیں :۔

"ثم ان الزیادة فی الصحیحین علی ما فی الکتابین یتلقاها طالبها مما اشتمل علیه احد المصنفات المعتمدة المشتهرة .... و سائر من جمع فی کتابه بین الصحیح وغیره و یکفی مجرد کونه موجودًا فی کتب من اشترط منهم الصحیح فیما جمعه ککتاب ابن خزیمة" [5]

---

[1] النکت ص۱۸ [2] علوم الحدیث ص۱۸ [3] فتح المغیث للعراقی ص۴۵ ج۱ [4] تدریب الراوی ص۵۳ [5] علوم الحدیث ص۱۴

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اس کے متعلق پہلی گزارش تو یہ ہے کہ "من اشترط منھم الصحیح" کے ضمن میں تو صحیح ابن حبان بھی آتی ہے اور اسے آپ خود ہی مستدرک حاکم کے متقارب قرار دے چکے ہیں اور مستدرک کے مقام و مرتبہ اور محتویات سے حدیث کا ہر طالب علم واقف ہے۔

اور دوسری گزارش صحیح ابن خزیمہ کے متعلق ہے جسے آپ نے بطور مثال بیان فرمایا ہے کہ اس پر مطلقاً یہ حکم کیسے لگایا جا سکتا ہے جبکہ اس میں اور اس جیسی دیگر کتب میں ضعیف روایات بھی ہیں، مثلاً صحیح ابن خزیمہ کی ہم تین روایات پیش کرتے ہیں۔

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توضأ احدکم ثم یخرج الی المسجد فلا یشبکن یدیہ فانہ فی صلاۃ

اس حدیث کی سند میں اختلاف ہے جس کے سبب بعض ائمہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور اس کی سند میں راوی ابو ثمامہ الحجازی مجہول الحال ہے جیسا کہ حافظ نے "تقریب" میں فرمایا ہے اور "تہذیب" میں امام دارقطنی کے حوالہ سے لکھا ہے لا یعرف یترك

۲۔ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ھذہ الآیۃ "قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى" قال انزلت فی زکوۃ الفطر

اس کی سند میں کثیر بن عبد اللہ ہے جس کے متعلق امام منذری نے فرمایا ہے "واہ" اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی اس حدیث کو مناکیر سے شمار کیا ہے۔

۳۔ من صلی بعد المغرب ست رکعات لم یتکلم فیما بینھن بسوء عدلن لہ بعبادۃ اثنتی عشرۃ سنۃ "

اس حدیث کے سلسلہ اسناد میں عمر بن عبد اللہ بن ابی خثعم ہے جس کے متعلق امام بخاری فرماتے ہیں:

منکر الحدیث ذاھب (میزان جلد ۲، ص۲۶۲)

• تو حافظ ابن الصلاح کے مذکورہ ارشاد کو کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے جبکہ صحیح ابن خزیمہ میں ان جیسی روایات بھی ہیں۔ منکر حدیث کی بحث میں امام ابن الصلاح منکر اور شاذ کو مترادف قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"والصواب فیہ التفصیل الذی بیناہ انفا فی شرح الشاذ وعند ھذا نقول المنکر ینقسم قسمین علی ما ذکرناہ فی الشاذ فانہ بمعناہ" (علوم الحدیث ص۷۰)

لیکن آپ کا منکر اور شاذ کو مترادف قرار دینا صحیح نہیں کیونکہ تحقیق یہ ہے کہ منکر اور شاذ ایک نہیں، شیخ الاسلام ابن حجرؒ فرماتے ہیں، "وقد غفل من سوی بینھما" (شرح نخبۃ الفکر)

اور امام سیوطی فرماتے ہیں:۔

المنکر الذی روی غیر الثقہ ‏ مخالفا فی نخبۃ قد حققہ

قابلہ المعروف والذی رأی ‏ ترادف المنکر والشاذ نأی[1]

حدیث مرسل کی صورِ مختلفہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"احدھا اذا انقطع الاسناد قبل الوصول الی التابعی فکان فیہ روایۃ راو لم یسمع من المذکور فوقہ ...... لا یسمی مرسلا" (علوم الحدیث ص۴۹)

علامہ عراقیؒ اس پر تعاقب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"قولہ قبل الوصول الی التابعی لیس بجید بل الصواب قبل الوصول الی الصحابی فانہ لو سقط التابعی ایضا کان منقطعا لا مرسلا عند ھؤلاء" (التقیید والایضاح ص۵۵)

"معرفۃ الاسماء والکنی" میں ان رواۃ پر بحث کرتے ہوئے جن کے نام کنیت جیسے ہیں اور ان کی کنیت بھی ہے۔ ایک یہ نام بھی تبلاتے ہیں۔ ابوبکر بن عبدالرحمان یعنی جو فقہاءِ سبعہ میں سے ہیں۔ ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ ان کا نام ابوبکر اور کنیت ابوعبدالرحمان تھی۔ لیکن انہیں یہاں بطور مثال پیش کرنا صحیح نہیں کیونکہ صحیح یہ ہے کہ ان کا نام اور کنیت ایک ہی تھی جیسا کہ امام ابن ابی حاتم اور علامہ عراقی نے فرمایا ہے[2]

یہ اور اس طرح کے چند دیگر مقامات ہیں جن میں ائمہ فن نے امام ابن الصلاحؒ سے اختلاف کیا ہے تاہم اس سے علوم الحدیثؒ کی اہمیت و عظمت پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا بلکہ اس کی امتیازی و انفرادی شان بدستور قائم رہتی ہے۔ ——

[1] الفیۃ السیوطی ص۹۳ [2] التقیید والایضاح ص۳۲۲، الجرح والتعدیل جلد ۲ ص۳۳۶

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ